صفر المظفر سے متعلق اہم مسائل

ادارہ

صفر کے آخری بدھ میں بیماری سے بچاؤ کے لیے خاص عمل کرنے کا حکم

سوال

میرے دادا جان صفر کے مہینے کے آخری بدھ چند مرتبہ یاسین شریف اور درود شریف پڑھ کر رات بھر عبادت کر کے صبح بواسیر کے مریضوں کو پانی دیا کرتے تھے۔ اب ان کے انتقال کے بعد یہ ذمہ داری مجھ پر آ گئی ہے تو میں جاننا چاہتا ہوں کیا ان کا یہ عمل صحیح تھا یا نہیں؟ اور مجھے یہ عمل کرنا چاہیے یا نہیں؟ اور جو لوگ پانی لے جاتے ہیں، ان کا کہنا یہ ہے کہ ہم کو الحمد للہ اللہ تعالیٰ اس پانی کے ذریعے سے شفا دیتا ہے۔

برائے کرم مفتی صاحب اب بدھ کو چند ہی دن باقی ہیں تو میں جاننا چاہتا ہوں کہ اس کی حقیقت کیا ہے؟ تاکہ میں گھر والوں کے سامنے اُسے بیان کر سکوں!

جواب

واضح رہے کہ ماہِ صفر کے آخری بدھ کے حوالے سے عوام الناس میں یہ مشہور ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس روز مرض سے صحت پائی تھی، لوگ اس خوشی میں کھانا، شیرینی وغیرہ بھی تقسیم کرتے ہیں، اس حوالے سے جامعہ کے سابقہ فتاویٰ میں ہے:

’’ماہِ صفر کے آخری بدھ کے بارے میں لوگوں کا یہ عقیدہ ہے کہ اس روز آپ صلی اللہ علیہ وسلم مرض سے صحت یاب ہو گئے تھے، اس لیے عید کی طرح خوشیاں مناتے ہیں، خصوصاً مزدور طبقہ مالکان سے چھٹی مانگتا ہے، مٹھائی کے پیسے اور عیدی طلب کرتا ہے، یہ محض بے اصل اور بدعت ہے، کھانے پینے کی غرض سے لوگوں نے اس کو ایجاد کیا ہے، بلکہ حقیقت یہ ہے کہ صفر کے آخری بدھ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مرضِ وفات کی ابتدا ہوئی تھی۔ دیکھیے:

تاریخ ابن اثیر، تاریخِ طبری، البدایہ والنہایہ۔ لہٰذا جن لوگوں میں یہ رواج جاری ہے، ان کو چاہیے کہ اس بدعت کو چھوڑ دیں، شریعتِ اسلامیہ کے اَحکام کی پیروی کریں۔

شریعتِ اسلامیہ کے نزدیک ماہِ صفر بھی دوسرے مہینوں کی طرح ایک مہینہ ہے، ایامِ جاہلیت میں اس ماہ صفر کے بارے میں جو تصور تھا کہ یہ نحوست کا مہینہ ہے، اسلام نے اس کو رد کیا ہے، جیسا کہ بخاری و مسلم اور دوسری کتب میں واضح الفاظ میں: ''لا صفر و لا طيرة'' وغیرہ سے ایامِ جاہلیت کے عقائدِ فاسدہ کی سختی کے ساتھ تردید کی گئی ہے؛ اس لیے لوگوں کو چاہیے کہ اس بدعتِ قبیحہ کو ترک کردیں، اور ایسے عقائدِ فاسدہ سے توبہ کریں۔ فقط واللہ اعلم

کتبہ: محمد عبدالسلام عفا اللہ عنہ (صفر ۱۴۰۸ھ) الجواب صحیح: ولی حسن ٹونکیؒ

فتاویٰ محمودیہ میں ہے:

''ماہِ صفر کے آخری چار شنبہ کو خوشی کی تقریب منانا، مٹھائی وغیرہ تقسیم کرنا شرعاً بے دلیل ہے، اس تاریخ میں غسلِ صحت ثابت نہیں، البتہ شدتِ مرض کی روایت ''مدارج النبوة'' میں ہے۔ یہود کو آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے شدتِ مرض سے خوشی ہونا بالکل ظاہر ہے، اور ان کی عداوت وشقاوت کا تقاضا ہے۔'' (فتاویٰ محمودیہ، کتاب العقائد، باب البدعات و الرسوم، مخصوص ایام کی مروج بدعات کا بیان، (۲۸۰،۲۷۹/۳)، ط: جامعہ فاروقیہ، کراچی)

لہٰذا اگر ماہِ صفر کے آخری بدھ اس نظریے کے تحت شفا یابی کے لیے کوئی عمل کیا جاتا ہے تو یہ بے اَصل ہونے کے ساتھ قابلِ ترک ہے، اگر یہ عمل کرنے والے کا یہ نظریہ نہیں ہے، لیکن لوگوں کے ذہن میں یہ پہلو غالب ہے اور اس کی اصلاح مشکل ہے تو بھی اس سے اجتناب کیا جائے، بواسیر سے شفا کے لیے یہی عمل کسی اور دن (دن کو لازم سمجھے بغیر) کرلیا جائے۔ البتہ اگر عمل کرنے والے شخص کا نظریہ بھی یہ نہ ہو اور عرف میں بھی ماہِ صفر کے آخری بدھ کے حوالے سے رسم یا شفا یابی کا نظریہ نہ ہو، بلکہ بطورِ تجربہ اس دن مخصوص اذکار پڑھ کر دم کرنے کے نتیجے میں لوگوں کو شفا ہورہی ہو اور اسے لازم بھی نہ سمجھا جائے اور اس عمل کے لیے اس دن کو مؤثر نہ سمجھا جائے تو آپ کے دادا جان کا بواسیر بیماری سے بچاؤ کے لیے یہ عمل ان کے مجربات میں سے ہے، اور ایسے مجربات جو قرآنی تعلیمات کے خلاف نا ہوں از روئے شرع ان کا کرنا درست ہے، لہٰذا اس صورت میں مذکورہ عمل کر کے پانی پر دم کر کے بطورِ علاج استعمال کرنا اور لوگوں کو دینا درست ہوگا۔ ''حجة الله البالغة'' میں ہے:

''وَأما الرقي فحقيقتها التَّمَسُّك بِكَلِمَات لَهَا تحقق فِي الْمِثل وَأثر، وَالْقَوَاعِد الملية لَا تدفعها مَا لم يكن فِيهَا شرك لَا سِيمَا إِذا كَانَ من الْقُرْآن اَو السّنة اَو مِمَّا يشبههما من التضرعات إِلَى الله.''

(اللباس والزينة والأواني وغيرها، ج:٢، ص:٣٠٠، ط:دارالجيل، بيروت)

’’الموسوعة الفقهية‘‘ میں ہے:

’’اَجْمَعَ الْفُقَهَاءُ عَلَى جَوَازِ التَّدَاوِيْ بِالرُّقٰى عِنْدَ اجْتِمَاعِ ثَلَاثَةِ شُرُوْطٍ: اَنْ يَّكُوْنَ بِكَلَامِ اللهِ تَعَالٰى اَوْ بِاَسْمَائِهٖ وَصِفَاتِهٖ، وَبِاللِّسَانِ الْعَرَبِيِّ اَوْ بِمَا يُعْرَفُ مَعْنَاهُ مِنْ غَيْرِهٖ، وَاَنْ يَّعْتَقِدَ اَنَّ الرُّقْيَةَ لَا تُؤَثِّرُ بِذَاتِهَا بَلْ بِإِذْنِ اللهِ تَعَالٰى. فَعَنْ عَوْفِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: كُنَّا نَرْقِيْ فِي الْجَاهِلِيَّةِ فَقُلْنَا: يَا رَسُوْلَ اللهِ! كَيْفَ تَرٰى فِيْ ذٰلِكَ؟ فَقَالَ: اعْرِضُوْا عَلَيَّ رُقَاكُمْ، لَا بَأْسَ بِالرُّقٰى مَا لَمْ يَكُنْ فِيْهِ شِرْكٌ وَمَا لَا يُعْقَلُ مَعْنَاهُ لَا يُؤْمَنُ اَنْ يُّؤَدِّيَ إِلَى الشِّرْكِ فَيُمْنَعُ احْتِيَاطًا.‘‘

(باب التداوي بالرقى والتمائم، ج:۱۱، ص:۱۲۳، ط:دارالسلاسل)

فقط واللہ اعلم

فتویٰ نمبر: 144202200764 — دارالافتاء: جامعہ علوم اسلامیہ علامہ محمد یوسف بنوری ٹاؤن

صفر کے مہینے میں مصیبتوں کا اُترنا

سوال

آپ ﷺ کا ارشاد ہے کہ صفر کے مہینے میں ساری آفتیں اور مصیبتیں زمین پر اُترتی ہیں، اس لیے ان سب سے حفاظت کے لیے ہر نماز کے بعد ۱۱ مرتبہ یَا بَاسِطُ یَا حَفِیْظُ کا ورد کریں، کیا یہ حدیث صحیح ہے؟

جواب

ذخیرۂ احادیث میں یہ روایت نہیں مل سکی، لہٰذا کسی معتبر سند کے بغیر ایسی بات کرنے سے گریز کیا جائے۔ واضح رہے کہ صفر کے مہینے کو مصیبتوں اور آفتوں کا مہینہ قرار دینا شرکیہ نظریات میں سے ہے، مشرکین ماہِ صفر کو تکلیفوں اور پریشانیوں کا مہینہ سمجھتے تھے، جب کہ اسلام میں اس کی کوئی حقیقت نہیں، نہ قرآن کریم میں ایسی کوئی چیز موجود ہے، نہ ہی حدیث مبارک میں، اور نہ ہی اللہ تعالیٰ نے مصیبتوں کو مہینوں اور دنوں کے ساتھ خاص کیا ہے، بلکہ صحیح احادیث مبارکہ میں اس کی نفی وارد ہوئی ہے، چناں چہ بخاری اور مسلم کی روایت ہے:

’’أن أبا هريرة رضي الله عنه، قال: إن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: لا عدوى ولا صفر ولا هامة.‘‘(صحيح البخاري، كتاب الطب، باب الصفر، وهو داء يأخذ البطن، الرقم: ۵۷۱۷، ۷: ۱۲۸، دار طوق النجاة، ط: الأولى، ۱۴۲۲ھ . صحيح مسلم، باب لا عدوى، ولا طيرة، ولا هامة...، الرقم: ۲۲۲۰، ٤: ۱۷٤۲، دار إحياء التراث العربي)

شارحینِ حدیث نے ’’لا صفر‘‘ کے مختلف معانی ومطالب ذکر کیے ہیں، ان میں سے ایک مطلب امام ابوداوُدؒ نے سند کے ساتھ نقل کیا ہے:

’’ قال - محمد بن راشد -: سمعت أن أهل الجاهلية يستشئمون بصفر، فقال النبي صلى الله عليه وسلم: لا صفر.‘‘

’’محمد بن راشد فرماتے ہیں کہ میں نے سنا ہے: جاہلیت کے لوگ صفر کے مہینے کو منحوس سمجھتے تھے، تو آپ ﷺ نے فرمایا: ’’لا صفر‘‘، یعنی صفر کے مہینے میں کوئی نحوست نہیں۔‘‘

(سنن أبي داود، كتاب الطب، باب في الطيرة، ٣٩١٥، ٤: ١٨، المكتبة العصرية)

نیز ایسی باتیں سننے، اور آگے پھیلانے سے بھی گریز کرنا چاہیے۔ فقط واللہ اعلم

فتویٰ نمبر: 144202200161 دارالافتاء: جامعہ علوم اسلامیہ علامہ محمد یوسف بنوری ٹاؤن

کیا صفر کے مہینہ میں شادی کر سکتے ہیں؟

سوال

کیا صفر کے مہینے میں شادی کرنا دینی لحاظ سے ٹھیک ہے یا نہیں؟ کیوں کہ ہماری جگہ کا مسئلہ درپیش ہے، اس وجہ سے ماہ صفر میں شادی کرنا مجبوری ہے۔

جواب

ماہِ صفر میں شادی کرنے میں شرعاً کوئی ممانعت نہیں، ماہِ صفر کے حوالہ سے عوام الناس میں مشہور باتوں کا تعلق محض توہمات سے ہے، جس کی رسول اللہ ﷺ نے سختی سے تردید فرمائی ہے، لہٰذا ان توہمات کا شکار ہونے کی ضرورت نہیں۔ سیرت کی بعض روایات کے مطابق حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کا نکاح صفر کے مہینے میں ہوا تھا۔ صحیح مسلم میں ہے:

’’حَدَّثَنِيْ اَبُو الطَّاهِرِ، وَحَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيٰى - وَاللَّفْظُ لِأَبِي الطَّاهِرِ - قَالَا: اَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ، اَخْبَرَنِيْ يُوْنُسُ، قَالَ: ابْنُ شِهَابٍ: فَحَدَّثَنِيْ اَبُوْ سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ، حِيْنَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ’’لَا عَدْوٰى وَلَا صَفَرَ وَلَا هَامَةَ‘‘، فَقَالَ اَعْرَابِيٌّ: يَا رَسُوْلَ اللهِ! فَمَا بَالُ الْإِبِلِ تَكُوْنُ فِي الرَّمْلِ كَاَنَّهَا الظِّبَاءُ، فَيَجِيْءُ الْبَعِيْرُ الْاَجْرَبُ فَيَدْخُلُ فِيْهَا فَيُجْرِبُهَا كُلَّهَا؟ قَالَ: ’’فَمَنْ اَعْدَى الْأَوَّلَ؟.‘‘ (صحيح مسلم، ’’ بَابُ لَا عَدْوٰى، وَلَا طِيَرَةَ، وَلَا هَامَةَ، وَلَا صَفَرَ، وَلَا نَوْءَ، وَلَا غولَ، وَلَا يُورِدُ مُمْرِضٌ عَلَى مُصِحٍّ.‘‘، ٤ / ١٧٤٢، رقم الحديث: ٢٢٢٠، ط: دار إحياء التراث العربي - بيروت)

فقط واللہ اعلم

فتویٰ نمبر: 144112201447 دارالافتاء: جامعہ علوم اسلامیہ علامہ محمد یوسف بنوری ٹاؤن